فتاویٰ امن پوری (قسط ۱۳۵)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

(سوال): انسانی اعضا کی خرید وفروخت کا کیا حکم ہے؟

(جواب): انسانی اعضاء واجزاء کی خرید وفروخت جائز نہیں، کیونکہ جب ایک آزاد انسان کی خرید وفروخت جائز نہیں، تو اس کے کسی جزو کی خرید وفروخت بھی جائز نہیں۔

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اللہ فرماتا ہے: روز قیامت تین لوگوں کے خلاف میں خود مدعی ہوں گا؛ جس نے میرے نام پر عہد کیا، پھر اسے توڑ دیا، جس نے کسی آزاد کو فروخت کیا اور اس کی قیمت کھالی، جس نے کسی مزدور سے پورا کام لیا، مگر اسے مزدوری ادا نہ کی۔''

(صحيح البخاري: 2227)

اصل انسان کے وجود کی حرمت ہے، اس لیے تو کئی زخموں پر دیت مقرر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنے وجود میں بے جا تصرف نہیں منع فرمایا ہے، وہ خود کو جان بوجھ کر زخمی نہیں کر سکتا، چہ جائیکہ وہ اپنا کوئی عضو کسی کو عطیہ کر دے۔ یاد رہے کہ انسان کا خون اس میں داخل نہیں، کیونکہ خون عطیہ کرنے سے اس کی کمی پوری ہو جاتی ہے، اسی لیے خون کے عطیہ میں اہل علم نے گنجائش رکھی ہے۔

(سوال): کیا مسجد میں غیر مسلم داخل ہو سکتا ہے؟

(جواب): حرم مکہ کے علاوہ غیر مسلم ہر مسجد میں داخل ہو سکتا ہے، کیونکہ نصوص میں مسجد

حرام میں داخل ہونے کی ممانعت وارد ہوئی ہے۔

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْمُشْرِكُونَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هٰذَا﴾(التّوبة : ٢٨)

''اہل ایمان! مشرک نجس ہیں، اس سال (۹ ھ) کے بعد وہ مسجد حرام کے قریب بھی نہ آئیں۔''

(سوال): کیا انسان کو آگ کا عذاب دینا جائز ہے؟

(جواب): انسان تو انسان، کسی بھی جاندار کو آگ کا عذاب دینا جائز نہیں، آگ کا عذاب دینا اللہ تعالیٰ کا خاصہ ہے۔

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ایک مہم پر روانہ کیا اور فرمایا: اگر آپ کو فلاں فلاں دو قریشی آدمی مل جائیں، تو انہیں آگ میں جلا دینا، پھر جب ہم نے روانگی کا ارادہ کیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے آپ کو فلاں فلاں کو آگ میں جلانے کا حکم دیا تھا، لیکن آگ کے ساتھ صرف اللہ تعالیٰ ہی عذاب دے سکتا ہے، اگر وہ مل جائیں، تو انہیں قتل کر دینا۔''

(المنتقى لابن الجارود : 1057، صحيح البخاري : 3016)

❁ سیدنا حمزہ اسلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّهٗ لَا يُعَذِّبُ بِالنَّارِ إِلَّا رَبُّ النَّارِ .

''آگ کا عذاب صرف اللہ ہی دے سکتا ہے۔''

(سنن سعيد بن منصور : ٢٦٤٣، مسند الإمام أحمد : ٤٩٤/٣، سنن أبي داود : ٢٦٧٣، وسندهٗ حسنٌ)

❀ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''صحیح'' کہا ہے۔

(فتح الباري : ١٤٩/٦)

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ النَّارَ لَا يُعَذِّبُ بِهَا إِلَّا اللّٰهُ .

''آگ کا عذاب اللہ کے سوا کوئی نہیں دے سکتا۔''

(صحيح البخاري : ٣٠١٦)

❀ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا تُعَذِّبُوا بِعَذَابِ اللّٰهِ .

''کسی کو آگ میں مت جلائیں۔''

(صحيح البخاري : ٣٠١٧)

❀ عکرمہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

أُتِيَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بِزَنَادِقَةٍ فَأَحْرَقَهُمْ، فَبَلَغَ ذٰلِكَ ابْنَ عَبَّاسٍ، فَقَالَ : لَوْ كُنْتُ أَنَا لَمْ أُحْرِقْهُمْ، لِنَهْيِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : لَا تُعَذِّبُوا بِعَذَابِ اللّٰهِ وَلَقَتَلْتُهُمْ، لِقَوْلِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : مَنْ بَدَّلَ دِينَهٗ فَاقْتُلُوهُ .

''سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے پاس زندیق خارجی لائے گئے، انہوں نے ان کو (بطور سزا) جلا دیا۔ جب سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو علم ہوا، تو انہوں نے فرمایا:

میں ہوتا، تو کبھی نہ جلاتا، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے: آپ اللہ کا عذاب مت دیں، چنانچہ میں انہیں قتل کر دیتا، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو مرتد ہو جائے اسے قتل کر دیں۔''

(صحيح البخاري : 6922)

❁ سنن ترمذی (۱۴۵۸، وقال: حسن صحیح، وسندہ صحیح) میں ہے:

بَلَغَ ذٰلِكَ عَلِيًّا، فَقَالَ : صَدَقَ ابْنُ عَبَّاسٍ .

''جب سیدنا علی رضی اللہ عنہ تک یہ بات پہنچی، تو انہوں نے فرمایا: عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے سچ کہا ہے۔''

ثابت ہوا انسان مسلمان ہو یا کافر، اسے آگ سے جلانا جائز نہیں، آگ کا عذاب صرف اللہ تعالیٰ دے سکتا ہے۔

سوال: کیا مسلم علاقوں میں غیر مسلموں کو اپنی عبادت گاہیں تعمیر کرنے کی اجازت دی جا سکتی ہے؟

جواب: بعض علاقے خالص مسلمانوں کے ہوتے ہیں، جن کو مسلمان ہی آباد کرتے ہیں، پھر غیر مسلم بھی مسلمانوں کے ساتھ رہنے لگتے ہیں، جیسے اسلامی تاریخ میں بصرہ اور بغداد وغیرہ کے نام ملتے ہیں، تو وہاں اگر کوئی شخص کسی غیر مسلم کی عبادت گاہ بناتا ہے، تو اس عبادت گاہ کو گرا دیا جائے گا۔ ان میں ناقوس بجانے کی اجازت نہیں دی جائے گی، شراب فروخت کرنے کی اجازت نہیں دی جائے گی اور نہ ہی خنزیر کھانے کی اجازت دی جائے گی اور نہ کوئی غیر مسلم کسی مسلمان کو شرک کی دعوت دے سکتا ہے۔

❁ علامہ ابوبکر طرطوشی رحمہ اللہ (۵۲۰) فرماتے ہیں:

هٰذَا مَذْهَبُ عُلَمَاءِ الْمُسْلِمِينَ أَجْمَعِينَ .

(جو گرجا گھر آمد اسلام کے بعد بنائے گئے، انہیں منہدم کر دیا جائے گا اور نئے گرجے بنانے سے باز رہا جائے گا) یہ مسلمان علما کا اجماعی واتفاقی مذہب ہے۔''

(سراج الملوك، ص 138)

❁ امام طاؤس بن کیسان رحمہ اللہ (۱۰۶ھ) فرماتے ہیں:

لَا يَنْبَغِي لَبَيْتِ رَحْمَةٍ أَنْ يَكُونَ عِنْدَ بَيْتِ عَذَابٍ .

''رحمت والے گھر کو عذاب والے گھر کے قریب نہیں ہونا چاہیے۔''

(الأموال للقاسم بن سلام : 263، الأموال لابن زنجويه :401، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ اس قول کی وضاحت میں امام ابو عبید قاسم بن سلام رحمہ اللہ (۲۲۴ھ) فرماتے ہیں:

أُرَاهُ يَعْنِي الْكَنَائِسَ وَالْبِيعَ وَبُيُوتَ النِّيرَانِ، يَقُولُ : لَا يَنْبَغِي أَنْ تَكُونَ مَعَ الْمَسَاجِدِ فِي أَمْصَارِ الْمُسْلِمِينَ .

''ان کی مراد کنیسے، گرجے اور مجوسیوں کے آتش کدے ہیں۔ یہ چیزیں مسلمانوں کے علاقوں میں اللہ کی مسجدوں کے ساتھ نہیں ہونی چاہئیں۔''

(الأموال، تحت الحديث : 263)

❁ علامہ سبکی (۷۵۶ھ) کہتے ہیں:

إِذَا أَبْقَيْنَا كَنِيسَةً فَإِنَّا نَقُولُ بِأَنْ لَا نَهْدِمَهَا ...... وَلَا يَلْزَمُ مِنْ ذٰلِكَ الْإِذْنُ فِيهَا وَلَا الْتِزَامٌ بِذٰلِكَ وَلَا التَّمْكِينُ مِنْ تَرْمِيمِهَا إِذَا شُعِّثَتْ وَلَا إِعَادَتُهَا إِذَا خَرِبَتْ، كُلُّ ذَلِكَ لَمْ يَرِدْ بِهِ دَلِيلٌ

شَرْعِيٌّ مَعَ أَنَّهُ مِنَ الْمُحَرَّمَاتِ فَلَا يُمْكِنُ مِنْهُ لِأَنَّ الْأَصْلَ فِي الْمُحَرَّمَاتِ أَنَّهُمْ مَمْنُوعُونَ مِنْهَا مِثْلَنَا حَتّٰى يَرِدَ دَلِيلٌ عَلَى التَّقْدِيرِ فِيهِ وَالتَّمْكِينِ مِنْهُ أَعْنِي التَّرْمِيمَ وَالْإِعَادَةَ فَكَانَ مَمْنُوعًا .

''جب ہم کوئی کنیسا باقی رکھتے ہیں، تو ہمارا عقیدہ ہے کہ ہم کنیسوں کو منہدم نہیں کرتے۔......اس سے اجازت دینا لازم نہیں آتا، نہ ان کا التزام کرنا لازم آتا ہے اور جب وہ گر رہے ہوں، تو ان کی مرمت نہیں کرتے اور جب وہ خراب ہو رہے ہوں، تو ان کی اصلاح نہیں کرتے، کیونکہ ایسے کسی کام پر کوئی شرعی دلیل وارد نہیں ہوئی، یہ محرمات میں سے ہے اور محرمات میں اصل ممانعت ہے۔ جب تک کہ کوئی دلیل ان کی ترمیم یا مرمت کی مل جائے، لہٰذا یہ ممنوع ہے۔''

(فتاوی السّبکي : 2/386-387)

❁ امام عمرو بن میمون بن مہران رحمہ اللہ (۱۴۷ھ) بیان کرتے ہیں:

''عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے لکھا کہ نصرانیوں کو شام میں ناقوس بجانے سے منع کر دیں، فرمایا: ان کو سر کی مانگ نکالنے سے منع کیا جائے گا۔ ان کے پیشانی کے بال کاٹنے کا حکم دیا، نیز حکم دیا کہ اپنی پٹیاں کس کر باندھیں، زین پر سوار نہ ہوں۔ عمامہ اور ریشم نہ پہنیں۔ اپنی صلیب گرجے کے اوپر آویزاں نہ کریں۔ تو اگر ان میں سے کوئی شخص ایسا کرے گا، اس کو اتار دیا جائے گا۔ نیز لکھا کہ ان کی خواتین کو کجاوں پر سوار ہونے سے منع کیا جائے۔''

(مصنّف عبد الرّزاق : 19235، وسندهٗ صحيحٌ)

سوال: غیر مسلم مقتولین کا مثلہ کرنا کیسا ہے؟

(جواب): اسلام نے احترامِ آدمیت پر زور دیا ہے، غیر مسلم جو مقتول پڑا ہے، اسلام میں اس کے جسم کی بے حرمتی جائز نہیں، مسلمانوں کو مثلہ وغیرہ سے منع کر دیا گیا ہے۔

❁ سیدنا بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی لشکر کو یا سریہ کا امیر مقرر فرماتے تو اسے بالخصوص اپنے اور اپنے مسلمان ساتھیوں کے ساتھ بھلائی کی وصیت کرتے، پھر فرماتے: اللہ کا نام لے کر اس کے راستے میں جہاد کریں، اللہ کے منکروں سے لڑائی کریں، دھوکہ نہ دینا، خیانت نہ کرنا، مثلہ نہ کرنا، بچوں کو قتل نہ کرنا، جب مشرک دشمن سے لڑائی ہو، تو انہیں لڑائی سے پہلے تین چیزوں (میں سے کوئی ایک ماننے) کی دعوت دینا، ان میں سے جو بات بھی وہ مان جائیں، اسے قبول کر لینا اور ان سے لڑائی نہ کرنا، انہیں اسلام کی دعوت پیش کریں، اگر وہ اسے قبول کر لیں، تو انہیں بتائیں کہ انہیں بھی وہی حقوق و فرائض ملیں گے، جو باقی مسلمانوں کے ہیں، پھر انہیں اپنے گھروں سے دارالمہاجرین (مدینہ) منتقل ہونے کی دعوت دیں، اگر وہ قبول کر لیں، تو انہیں بتائیں کہ ان کے بھی وہی حقوق و فرائض ہوں گے، جو باقی مہاجرین کے ہیں، اگر وہ اسلام تو لے آئیں، مگر اپنے گھروں (علاقے) میں ہی رہنا پسند کریں، تو انہیں بتائیں کہ ان کے حقوق اعرابی مسلمانوں جیسے ہوں گے، ان پر عام مسلمانوں والا حکم نافذ ہوگا (یعنی نماز زکوٰۃ وغیرہ) اور مال غنیمت اور فے میں سے انہیں کچھ نہیں ملے گا، اگر وہ اس بات (اسلام) سے انکار کر دیں، تو انہیں جزیہ ادا کرنے کے لیے کہنا، اگر وہ مان جائیں، تو قبول کر لینا اور ان سے لڑائی نہ کرنا، لیکن اگر وہ

نہ مانیں، تو پھر اللہ سے مدد مانگنا اور ان سے جہاد کرنا، جب آپ کسی قلعہ کا محاصرہ کرلیں اور وہ آپ سے اللہ اور اس کے رسول کا عہد (ضمانت) مانگیں، تو انہیں اللہ اور رسول کا عہد نہ دینا، بل کہ اپنا، اپنے آبا اور اپنے ساتھیوں کا عہد دینا، کیوں کہ اپنے، اپنے ساتھیوں اور آبا کے عہد کو توڑنا اللہ اور اس کے رسول کے عہد کو توڑنے کی بہ نسبت آپ کے لیے آسان ہے، جب آپ کسی قلعہ کا محاصرہ کریں اور وہ آپ سے اللہ کے حکم کے مطابق فیصلہ کرنے کا مطالبہ کریں، تو ایسا نہ کرنا، کیا معلوم آپ ان کے متعلق اللہ تعالیٰ کا درست فیصلہ معلوم کر پاتے ہو (یا نہیں)؟ البتہ ان کا فیصلہ خود کرنا۔''

(صحیح مسلم :1731)

(سوال): انسان پر اللہ تعالیٰ کے فرائض وواجب کب عائد ہوتے ہیں؟

(جواب): انسان جب عمرِ بلوغ کو پہنچ جائے، تو اس پر فرائض وواجباب عائد ہوتے ہیں، اس کی نیکیاں اور برائیاں لکھی جاتی ہیں۔

(سوال): انصار نے مہاجرین سے کیسا سلوک کیا؟

(جواب): جب مہاجرین ہجرت کر کے مدینہ طیبہ پہنچے، تو وہ بے سروسامان تھے، کھانے پینے کے اشیا اور رہائش کے لیے مکان نہ تھے، اس وقت انصار نے ایثار کی ایسی مثالیں قائم کیں، کہ جن کی نظیر ملنا مشکل ہے، مہاجرین کو رہنے کے لیے گھر دیے، اپنے کاروبار میں شریک کیا، بلکہ بعض نے تو یہاں تک کہہ دیا کہ میری دو بیویاں ہیں، آپ جس کو پسند کریں، میں اسے طلاق دے دیتا ہوں، آپ اس سے شادی کر لینا۔

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ابوالقاسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَوَ أَنَّ الْأَنْصَارَ سَلَكُوا وَادِيًا، أَوْ شِعْبًا وَسَلَكَ النَّاسُ وَادِيًا، أَوْ شِعْبًا لَسَلَكْتُ وَادِيَ الْأَنْصَارِ، وَلَوْلَا الْهِجْرَةُ لَكُنْتُ امْرَأً مِّنَ الْأَنْصَارِ، قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: مَا ظَلَمَ بِأَبِي وَأُمِّي لَقَدْ آوَوْهُ وَنَصَرُوهُ وَكَلِمَةً أُخْرٰى.

''انصار ایک رستے پہ جائیں اور باقی لوگ دوسرے رستے پہ، میں انصار کے ساتھ رہوں گا، اگر ہجرت نہ ہوتی، تو میں ایک انصاری ہوتا۔
سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میرے ماں باپ قربان، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مبالغہ نہیں کیا، انصار نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نصرت کی، آپ کو پناہ فراہم کی۔''

(صحيح البخاري: 3779)

❀ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''مہاجرین مکہ سے آئے، تو ان کے پاس سامان دنیا سے کچھ نہیں تھا، انصار کو اللہ نے زمین وجائیداد دے رکھی تھی، انصار نے ان کو اپنے باغات میں حصہ دار بنالیا، مہاجرین ان کے باغات میں کام کرتے اور فصل کی کٹائی پر اس کا نصف وصول کر لیتے۔ میری والدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا تھیں، جو میرے اخیافی بھائی عبداللہ بن ابی طلحہ رضی اللہ عنہما کی بھی والدہ تھی۔ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک باغ تحفہ میں دیا تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی لونڈی ام ایمن رضی اللہ عنہا کو ان کی خدمت میں بھیج دیا تھا۔

ابن شہاب زہری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے مجھے بتایا: غزوہ خیبر سے واپس مدینہ آکر مہاجرین نے انصار کے دیئے ہوئے

پھلوں کے حصے واپس کر دیئے۔ رسول اللہ ﷺ نے سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا کو باغ واپس دے دیا۔ نبی کریم ﷺ نے اُم ایمن رضی اللہ عنہا کو اس باغ میں سے کچھ درخت عطا فرمائے۔''

(صحيح البخاري : 2630، صحيح مسلم :1771)

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انصار نے عرض کیا:

''اللہ کے رسول! اللہ کے رسول! ہمارے نخلستانوں کو ہمارے بھائیوں میں اور ہم میں تقسیم کر دیجئے! رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جی درست! ہم محنت کریں گے اور اس کے بدلے پھل سے حصہ وصول کر لیں گے، مہاجرین نے کہا: ہم نے سنا اور قبول کیا (ہمیں قبول ہے)۔''

(صحيح البخاري : 2325)

❁ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''سیدنا عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ آئے، تو رسول اللہ ﷺ نے مدینہ کے امیر ترین صحابی سیدنا سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کو ان کا بھائی بنا دیا۔ سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کہنے لگے: عبد الرحمٰن! آپ جانتے ہیں کہ میں انصار کا امیر ترین فرد ہوں، آپ میرا آدھا مال لے لیجئے، میری دو بیویاں ہیں، ان میں جو خوبصورت لگے، اسے طلاق دے دیتا ہوں، عدت کے بعد آپ اس سے نکاح کر لیجئے گا۔ سیدنا عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کہنے لگے: اللہ آپ کے گھر میں برکت دے، مجھے آپ بازار کا رستہ بتلا دیجئے، بازار گئے اور کچھ گھی اور پنیر کما کر لے آئے۔''

(صحيح البخاري :3781)

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جو اللہ و روز آخرت پر ایمان رکھتا ہے، انصار سے بغض نہیں رکھے گا، اگر ہجرت نہ ہوتی، تو میں ایک انصاری ہوتا، اگر انصار ایک وادی کی طرف چل پڑیں، تو میں انصار کے ساتھ رہوں گا، انصار کا مجھ سے قرب دوسروں کی نسبت ایسا ہے، جیسا کہ تحتانی لباس کا بالائی لباس کی نسبت جسم سے۔''

(صحيح مسلم : 76)

سوال: ''انفاق فی سبیل اللہ'' سے کیا مراد ہے؟

جواب: اس سے مراد اللہ کی راہ میں خرچ کرنا ہے۔ اس میں قتال سمیت وہ تمام اُمور داخل ہیں، جو اعلائے کلمۃ اللہ سے متعلقہ ہیں، مدارس پر خرچ کرنا بھی انفاق فی سبیل اللہ میں داخل ہے، کیونکہ مدارس کے قیام کا مقصد صرف اللہ تعالیٰ کے دین کی اشاعت ہے۔

سوال: سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَتَتْبَعُنَّ سَنَنَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ، شِبْرًا شِبْرًا وَّذِرَاعًا بِذِرَاعٍ، حَتّٰى لَوْ دَخَلُوا جُحْرَ ضَبٍّ تَبِعْتُمُوهُمْ، قُلْنَا : يَا رَسُولَ اللّٰهِ، الْيَهُودُ وَالنَّصَارٰى؟ قَالَ : فَمَنْ .

''آپ ضرور بالضرور پہلی قوموں کے پیچھے لگ جاؤ گے، یہاں تک کہ اگر وہ گوہ کی بل میں گھس گئے، تو آپ بھی ان کے پیچھے گھس جاؤ گے، ہم نے عرض کیا: اللہ کے رسول! کیا پہلی قوموں سے آپ کی مراد یہود و نصاریٰ ہیں؟ فرمایا: اور کون۔''

(صحيح البخاري : 7320، صحيح مسلم : 2669)

اس حدیث کا مفہوم کیا ہے؟

(جواب): یہ خطاب صحابہ کو ہے، مگر اس سے مراد بعد والے لوگ ہیں، کیونکہ صحابہ کرام اسی ہدایت پر قائم رہے، جس پر نبی کریم ﷺ انہیں چھوڑ کر گئے، صحابہ کرام بدعات ومعاصی سے کوسوں دور تھے۔ بدعات وخرافات بعد کے زمانوں میں جاری ہوئیں۔ اس کا یہ معنی نہیں کہ پوری اُمت یہود ونصاریٰ کی طرح کافر ہوجائے گی، بلکہ اس حدیث میں بعض گناہ اور شریعت کی مخالفت مراد ہے، جو عہد صحابہ کے بعد رونما ہوئی۔

(سوال): صدقہ فطر کے بارے میں کیا حکم ہے؟

(جواب): صدقہ فطر مسلمانوں کے ہر بالغ ونابالغ، مرد وعورت، آزاد وغلام پر فرض ہے، جس کی ادائیگی گھر کے سربراہ پر واجب ہے۔

❀ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

''رسول اللہ ﷺ نے لوگوں پر رمضان میں صدقہ فطر فرض کیا ہے، جو ہر مسلمان مرد، عورت، آزاد اور غلام پر کھجور یا جو کا ایک صاع ہے۔''

(صحيح البخاري : 1504، صحيح مسلم : 984)

(سوال): قرآن کریم کی کتنی آیات ہیں؟

(جواب): قرآن کریم کی چھ ہزار (٦٠٠٠) سے زائد آیات ہیں، زائد کتنی ہیں، اس میں اختلاف ہے۔ احناف کے نزدیک چھ ہزار چھ سو چھیاسٹھ (٦٦٦٦) آیات ہیں۔ (حاشیۃ الطحطاوی، ص ۴۱۵) لیکن یہ قول بے دلیل ہونے کی وجہ سے مرجوح ہے۔ اس اختلاف کی وجہ یہ ہے کہ بعض کے نزدیک وقف مکمل آیت ہے اور بعض کے نزدیک وقف الگ آیت نہیں ہے۔

(سوال): کیا مچھلی حلال ہے؟

(جواب): سمندری جانور حلال ہے، یہ مردہ حالت میں بھی مل جائے، تو بھی حلال ہے، اسے کھایا جا سکتا ہے۔

❀ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ﴾(المائدة : ٣)

''تم پر مردار کو حرام کر دیا گیا ہے۔''

یہ حکم عام ہے، مچھلی اور سمندری جانوروں کو اس سے مستثنیٰ قرار دیا گیا ہے۔

❀ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿أُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ وَطَعَامُهُ مَتَاعًا لَّكُمْ﴾(المائدة : ٩٦)

''تمہارے فائدے کے لیے سمندر کا شکار اور کھانا حلال کر دیا گیا ہے۔''

❀ اس کی تفسیر میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

مَا لَفِظَ مَيْتًا فَهُوَ طَعَامُهُ .

''جس مردار کو سمندر باہر پھینک دے، وہ سمندر کا کھانا ہے۔''

(تفسير ابن أبي حاتم : 6434، وسندهٗ حسنٌ)

❀ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

طَعَامُهُ : مَا قَذَفَ .

''سمندر کے کھانے سے مراد وہ جانور ہے، جسے سمندر باہر پھینک دے۔''

(تفسير الطّبري : 727/8، وسندهٗ صحيحٌ)

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: اللہ کے رسول! ہم سمندری سفر

کرتے وقت اپنے ساتھ تھوڑا سا پانی لے جاتے ہیں، اگر اس سے وضو کریں، تو پیاسے رہ جاتے ہیں۔ کیا ہم سمندری پانی سے وضو کر لیا کریں؟ فرمایا: اس کا پانی پاک ہے اور اس کا مردار حلال ہے۔''

(مسند الإمام أحمد : 361/2، موطأ الإمام مالك :22/1، سنن أبي داوٗد : 83، سنن النّسائي : 59، سنن التّرمذي : 69، سنن ابن ماجه : 386ـ3246، وسندهٗ صحيحٌ)

اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے ''حسن صحیح''، امام ابن الجارود رحمہ اللہ (۴۳) امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (۱۱۱)، امام ابن حبان رحمہ اللہ (۱۲۴۳)، حافظ ابن مندہ رحمہ اللہ (التّلخیص الحبیر لابن حجر : ۱/۱۰) حافظ بغوی رحمہ اللہ (شرح السنہ : ۵٦/۲، ح : ۲۸۱) اور حافظ نووی رحمہ اللہ (المجموع : ۱/۸۲) نے ''صحیح'' کہا ہے، حافظ ابن منذر رحمہ اللہ (الاوسط : ۱/۲۴۷) نے ''ثابت'' کہا ہے۔

❁ حافظ خطابی رحمہ اللہ (۳۸۸ھ) فرماتے ہیں:

فِيهِ دَلِيلٌ عَلٰى أَنَّ السَّمَكَ الطَّافِيَ حَلَالٌ وَأَنَّهٗ لَا فَرْقَ بَيْنَ مَا كَانَ مَوْتُهٗ فِي الْمَاءِ وَبَيْنَ مَا كَانَ مَوْتُهٗ خَارِجَ الْمَاءِ مِنْ حَيَوَانِهٖ .

''یہ حدیث دلیل ہے کہ مر کر پانی پر تیرنے والی مچھلی حلال ہے، نیز دلیل ہے کہ جو جاندار صرف پانی میں ہی زندہ رہ سکتے ہیں، ان میں سے کوئی جانور پانی کے اندر مر جائے یا پانی سے باہر مر جائے، دونوں میں کوئی فرق نہیں (یعنی دونوں حلال ہیں)۔''(مَعالم السّنن :44/1)

❁ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے سمندر کے مردار کے متعلق پوچھا گیا، تو فرمایا:

هُوَ الطَّهُورُ مَاؤُهُ الْحِلُّ مَيْتَتُهٗ .

''سمندر کا پانی پاک ہے اور اس کا مردار حلال ہے۔''

(السّنن الکبرىٰ للبيهقي : 253/9، وسندهٗ حسنٌ)

❁ سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَيْتَةُ الْبَحْرِ حَلَالٌ، وَمَاؤُهُ طَهُورٌ .

''سمندر کا مردار حلال ہے اور اس کا پانی پاک ہے۔''

(المُستدرك للحاكم :501، وسندهٗ حسنٌ)

❁ عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِنْ ضَرَبْتَ الْحُوتَ بِعَصَاكَ فَقَتَلْتَهٗ، أَوْ رَمَيْتَهٗ بِحَجَرٍ فَمَاتَ فَكُلْهُ عَلٰى كُلِّ حَالٍ، وَالْجَرَادُ مِثْلُ ذٰلِكَ .

''اگر آپ لاٹھی سے مچھلی پر وار کریں اور وہ مر جائے یا پتھر پھینک کر ماردیں، تو وہ جس حالت میں بھی ہو، اسے کھا سکتے ہیں، ٹڈی کا بھی یہی حکم ہے۔''

(مصنّف عبد الرزّاق : 8670، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ مولانا خالد سیف اللہ رحمانی دیوبندی صاحب فرماتے ہیں:

''بعض حضرات نے ''حل'' کے معنی ''پاک'' کے مراد لیے ہیں، یعنی سمندر کے مردہ کو حلال نہیں قرار دیا گیا ہے، بلکہ پاک کہا گیا ہے، مگر یہ تاویل دوراز کار اور بعید از انصاف معلوم ہوتی ہے۔''

(قاموس الفقہ، جلد 2، ص 289)

مچھلی کی تمام انواع واقسام حلال ہیں، اسی طرح پانی میں رہنے والے تمام جاندار حلال ہیں، جو پانی سے باہر اپنے زندگی بحال نہیں رکھ سکتے، اگر وہ مر جائیں، تو انہیں ذبح

کیے بغیر کھایا جا سکتا ہے۔

طافی کی حلت:

مچھلی مر کر پانی کی سطح پر آ جائے، یا پانی اسے کنارے پر پھینک دے، تو اسے طافی کہتے ہیں، یہ حلال ہے۔ دلائل ملاحظہ ہوں؛

❁ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

''ہم نے غزوہ خبط میں شرکت کی، ہمارے امیر سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ تھے، ہم بھوک سے دوچار تھے کہ سمندر نے مردار مچھلی باہر پھینک دی، جس کا نام عنبر تھا۔ وہ مچھلی ہم نے تقریبا نصف ماہ کھائی۔ سیدنا ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے اس کی ایک ہڈی سیدھی کی، (وہ اتنی بڑی تھی کہ) ایک سوار اس کے نیچے سے گزر گیا۔''

(صحيح البخاري: 5493، صحيح مسلم: 1935)

❁ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں پوچھا گیا، تو فرمایا:

كُلُوا، رِزْقًا أَخْرَجَهُ اللّٰهُ، أَطْعِمُونَا إِنْ كَانَ مَعَكُمْ فَأَتَاهُ بَعْضُهُمْ فَأَكَلَهُ .

''اسے کھالیں، یہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے رزق پیدا کیا ہے، اگر کچھ حصہ بچا ہو، تو ہمیں بھی کھلائیے گا، ایک صحابہ نے اس مچھلی کا گوشت پیش کیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تناول فرمایا۔''

(صحيح البخاري: 4362، صحيح مسلم: 1935)

❁ حافظ نووی رحمہ اللہ (٦٧٦ھ) فرماتے ہیں:

فِيهِ إِبَاحَةُ مَيْتَاتِ الْبَحْرِ كُلِّهَا سَوَاءٌ فِي ذٰلِكَ مَا مَاتَ بِنَفْسِهِ

أَوْ بِاصْطِيَادٍ وَقَدْ أَجْمَعَ الْمُسْلِمُونَ عَلٰى إِبَاحَةِ السَّمَكِ .

''یہ حدیث دلیل ہے کہ سمندر کے تمام مردار حلال ہیں، خواہ وہ مردار خود بخود مرا ہو، یا شکار سے۔ مچھلی کے حلال ہونے پر تو مسلمانوں کا اجماع ہے۔''

(شرح مسلم : 86/13)

۞ علامہ ابن ابی العز حنفی رحمہ اللہ (۷۹۲ھ) فرماتے ہیں:

''ایسا نہیں کہا جائے گا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم (بھوک کی وجہ سے) مجبور تھے، اس لیے انہوں نے ضرورت کے تحت وہ مردار مچھلی کھا لی۔ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس مچھلی کا گوشت کھایا ہے۔ یہ بھی نہیں کہا جا سکتا ہے کہ ممکن ہے کہ سمندر کا پانی خشک ہو گیا ہو یا سمندر نے اسے (زندہ حالت میں) باہر پھینکا ہو۔ کیونکہ صحابی کے الفاظ ہیں: ''سمندر نے ایک مردہ مچھلی باہر پھینکی۔'' اس سے معلوم ہوا کہ پانی کی لہر نے جو مچھلی ساحل پر پھینکی تھی، وہ پانی میں پہلے ہی مر چکی تھی۔''(التّنبيه على مُشكِلات الهِداية : 754/5)

۞ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

أَشْهَدُ عَلٰى أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ أَنَّهٗ أَكَلَ السَّمَكَ الطَّافِيَ عَلَى الْمَاءِ .

''میں گواہی دیتا ہوں کہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مر کر پانی کی سطح پر تیرنے والی مچھلی کا گوشت کھایا۔''

(سنن الدّارقطني : 4724، سنن أبي داود : 3815[في بعض النُّسخ، كما في الأطراف للمزي : 6602]، وسندهٗ حسنٌ)

۞ نیز فرماتے ہیں:

أَشْهَدُ عَلٰى أَبِي بَكْرٍ قَالَ : كُلُوا السَّمَكَةَ الطَّافِيَةَ .

''میں گواہی دیتا ہوں کہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ مرکر پانی کی سطح پر آنے والی مچھلی کھا سکتے ہیں۔''

(غریب الحدیث للحربي : 569/2، وسندہٗ صحیحٌ)

سوال: کیا چمڑا دباغت سے پاک ہو جاتا ہے؟

جواب: حلال جانور کا چمڑا دباغت سے پاک ہو جاتا ہے، مطلب کہ اگر حلال جانور ذبح کیے بغیر مر جائے، تو مردہ ہونے کے بعد بھی اس کے چمڑے سے انتفاع جائز ہے، کہ اسے رنگ لیا جائے، تو قابل استعمال ہے۔

❀ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أَيُّمَا إِهَابٍ دُبِغَ فَقَدْ طَهُرَ .

''دباغت سے چمڑا پاک ہو جاتا ہے۔''

(صحیح مسلم : 366)

سوال: کیا دباغت سے کتے کا چمڑا پاک ہو جائے گا؟

جواب: کتا نجس العین ہے، کسی حرام جانور کا چمڑا رنگنے سے پاک نہیں ہوتا، خواہ اسے ذبح کرلیا جائے۔

سوال: کیا اللہ تعالیٰ کی صفت ضحک (ہنسنا) ثابت ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ کی صفت ضحک (ہنسنا) ثابت ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ہنسنا ایسا ہے، جیسے اس کی شان کے لائق ہے، یہ مخلوق کے ہنسنے کی طرح نہیں، کیونکہ ذات وصفات میں اللہ کی کوئی مثل نہیں۔ ہنسنا اللہ تعالیٰ کی صفات فعلیہ، جنہیں صفات اختیاریہ بھی کہتے ہیں، میں

سے ہے۔ ان کا تعلق اللہ تعالیٰ کی مشیت اور قدرت سے ہے۔ وہ جب چاہے کر لے، جب چاہے نہ کرے۔

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

يَضْحَكُ اللّٰهُ إِلٰى رَجُلَيْنِ يَقْتُلُ أَحَدُهُمَا الْآخَرَ يَدْخُلَانِ الْجَنَّةَ .

''اللہ تعالیٰ ان دو آدمیوں پر ہنستا ہے، جن میں سے ایک دوسرے کو (میدانِ مقتل میں) قتل کر دیتا ہے، مگر دونوں جنت میں داخل ہو جاتے ہیں۔''

(صحيح البخاري : 2826، صحيح مسلم : 1890)

❀ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

أَلَا إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ يَضْحَكُ إِلٰى رَجُلَيْنِ ....

''خبردار! اللہ تعالیٰ دو بندوں پر ہنستا ہے۔''

(المعجم الكبير للطّبراني : 101/9، وسندهٗ حسنٌ)

امام ابوبکر، محمد بن حسین، آجری رحمہ اللہ (۳۶۰ھ) فرماتے ہیں:

بَابُ الْإِيمَانِ بِأَنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ يَضْحَكُ، اعْلَمُوا وَفَّقَنَا اللّٰهُ وَإِيَّاكُمْ لِلرَّشَادِ مِنَ الْقَوْلِ وَالْعَمَلِ أَنَّ أَهْلَ الْحَقِّ يَصِفُونَ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ بِمَا وَصَفَ بِهٖ نَفْسَهٗ عَزَّ وَجَلَّ وَبِمَا وَصَفَهٗ بِهٖ رَسُولُهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِمَا وَصَفَهٗ بِهِ الصَّحَابَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَهٰذَا مَذْهَبُ الْعُلَمَاءِ مِمَّنِ اتَّبَعَ وَلَمْ يَبْتَدِعْ وَلَا يُقَالُ فِيهِ : كَيْفَ؟ بَلِ التَّسْلِيمُ لَهٗ وَالْإِيمَانُ بِهٖ أَنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ

يَضْحَكُ كَذَا رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَنْ صَحَابَتِهِ وَلَا يُنْكِرُ هٰذَا إِلَا مَنْ لَا يُحْمَدُ حَالُهُ عِنْدَ أَهْلِ الْحَقِّ .

''اس پر ایمان کہ اللہ تعالیٰ ہنستا ہے۔ یاد رکھیے! اللہ تعالیٰ ہم سب کو صحیح قول وعمل کی توفیق عطا فرمائے، اہل حق اللہ کی وہی صفات بیان کرتے ہیں جو اس نے اپنے لئے بیان فرمائی ہیں، یا رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمائی ہیں، یا صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے بیان فرمائی ہیں۔ بدعات سے کنارہ کش رہنے والے متبعین شریعت علماء کا یہی موقف ہے۔ ان صفات کی کیفیت کا سوال نہیں کیا جائے گا، بل کہ انہیں تسلیم کیا جائے گا اور اس بات پر ایمان لایا جائے گا کہ اللہ ہنستا ہے۔ یہ بات نبی کریم ﷺ اور اصحاب نبی ﷺ نے بیان کی ہے، اس کا انکار کوئی برا شخص ہی کرسکتا ہے۔''

(الشّریعة : 1051/2)